ڈاکٹر عبدالواجد تبسم

اسسٹنٹ پروفیسر اردو شعبہ پاکستانی زبانیں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد

سعدیہ عزیز

اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ تاریخ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد

اقبال کا تصور شاہین: تاریخی تناظر سلیم احمد کی نظر میں

Dr. Abdul Wajid Tabassum

Assistant Professor, Department of Urdu, Pakistani Languages, Allama Iqbal Open University, Islamabad

Sadia Aziz

Assistant Professor, Department of History, Allama Iqbal Open University, Islamabad

Iqbal's Concept Of Shaheen: Historical Perspective(In the eyes of Saleem Ahmed)

Salim Ahmad is a renowned Urdu poet, essayist and critic of Urdu literature. He is famous for his creative writings in which he analyzes the classical poets in different ways. One can disagree with his point of view but his questions can not be denied which he raises about the poetry of Meer,Ghalib,Hali and Iqbal.Iqbal is his favorite poet. In his writings and poetry we can see the influence of Iqbal's poetry and thought. He has written the book " Iqbalakshair" in which he has raised many questions about the poetry and thought of Iqbal. This book is considered to be the most controversial in the history of Iqbal studies. The article is also a critical review of one of the essays of Salim Ahmad's " Iqbal ka aksharikardar—shaheen" included in his book " Iqbal akshair".

سلیم احمد کی تصانیف میں "اقبال۔۔ایک شاعر" کو اس حوالے سے اہمیت حاصل ہے کہ اس میں انھوں نے فکر اقبال کو مختلف انداز میں دیکھنے کی کوشش کی ہے، زیر نظر مضمون "اقبال کا ایک شعری کردار۔۔شاہین" بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جو شامل کتاب ہے۔ سلیم احمد لکھتے

"اقبال کو بچپن میں کبوتروں کا بڑا شوق تھا۔ لیکن ان کے کبوتر جب اڑان پر آتے تو باز، شکرے اور بحریاں ان کے کبوتر پکڑ لے جایا کرتے۔ جس سے اقبال کو بڑا دکھ ہوتا تھا، بعد میں بچپن کا یہی تجربہ ان کے تصور شاہین کی شکلمیں بر آمد ہوا ذرا سی نفسیاتی باریک بینی سے اور کام لیا جائے۔ تو ان کا تصور قوت، امام بخش گاما پہلوان کی کشتی دیکھ کر پیدا ہوا گا اور ممکن ہے کہ "ساقی نامہ" ولا تصور حرکت سیالکوٹ کی کسی ندی میں نہانے کا ردعمل ہو"(۱)

شاہین اقبال کا بدنام شعری کردار ہے۔ جس سے بعض لوگوں نے ان کی فسطائیت بر آمد کی ہے اور بعض لوگوں نے پنجابیت۔ نٹشے کا شاہین اور سانپ زندگی کے دورخے تقاضے کی علامت ہیں جبکہ اقبال کا شاہین بلندی کی علامت ہے، اسی لئے اس کا (نٹشے) کا شاہین جتنا اونچا اڑتا ہے اس کا سانپ اتنی ہی زیادہ گہرائی میں اتر جاتا ہے۔ اس موقع پر سلیم احمد، اقبال سے متعلق لکھتے ہیں:

"رزق کی تلاش جبلت کا کام ہے اور اس کے لیے شاہین کو بھی اپنی بلندیوں سے نیچے اترنا پڑتا ہے۔ لیکن اقبال کے یہاں نیچے اترنے کا عمل توانائی کے سرچشمے سے قریب ہونے کا عمل نہیں ہے بلکہ ایک ایسا حقیر کام ہے جس کیتذلیل ہی کی جاسکتی ہے۔ اقبال جبلت اور زمین دونوں کی تذلیل کرتے ہیں۔ دونوں ان کے نزدیک گراوٹ اور گرفتاری کی علامت ہیں۔ فرد جبلت سے وابستہ ہو کر اپنی لاہوتیت، کھو بیٹھتا ہے اور قومیں زمین سے وابستہ ہو کر اپنیحقیقی زندگی سے محروم ہو جاتی ہیں"(۲)

اقبال چوں کہ قوم پرستی کے خلاف ہیں اس لئے زمین سے وابستگی کے تصور کو تسلیم نہیں کرتے، اس سے ان کا اسلام کی آفاقیتکا وہ نظریہ پیدا ہوا ہے جس کے وہ مفسر ہیں۔ اس نظریہ ملت کو بہت فروغ ملا اور اس سلسلے میں اقبال نے مولانا مدنی کی مخالفت بھی کی تاہم بقول سلیم احمد: "اقبال کی نظر میں قوم اور ملت کا فرق واضح نہیں تھا"(۳) مضمون کے آخر میں سلیم احمد کا اعتراض یہ ہے کہ اقبال کا شاہین زمین پر نہیں اترتا۔ وہ سپہر کو نگاہ میں نہ لانے کے تصور سے مست رہتا ہے۔ اس کی تسکین کبوتر کا لہو پینے میں نہیں بلکہ کسی بہانے لہو گرم رکھنے میں ہے لیکن اقبال ہمیں یہ نہیں بتاتے کہ وہ کھاتا کیا ہے اس کی جبلی تسکین کیسے ہوتی ہے۔ آخر میں لکھتے ہیں:

"مگر وہ پرواز جو رزق کے بغیر ہو کم از کم میرے سمجھ میں نہیں آتی۔ رزق ہماری زندگی کا سرچشمہ ہے اور انسان خیر الرازقین کی پرستشکرتا ہے۔ رزق ہماری جبلت کا تقاضا ہے اور زمین سے وابستہ ہے۔ لیکن اقبال کے شاہین ابھی اس سوچ میں ہیں کہ انہیں رزق کے لئے اپنی زمین پر اترنا ہے یا نہیں۔"(۴)

یہ بھی محض ایک مفروضہ ہے کہ اقبال کو بچپن میں کبوتر پالنے کا شوق تھا جب باز اور شکرے ان کے کبوتر پکڑ لے جاتے تھے تو اقبال کو دکھ ہوتا۔ بعد ازاں ان کا یہی تجربہ شاہین کی صورت میں ابھرا۔ اس تناظر میں اقبال کے کلام کا جائزہ لیا جائے تو یہ واضح ہے کہ انھوں نے اپنے کلام میں مرد مومن کے لیے شاہین، مومن، قلندر اور درویش کے کلمات رمز کے طور پر استعمال کئے ہیں۔ مختلف علامتیں اور اشارات برتنے کا منشا یہ ہے کہ انسان کامل کی ذات میں جو صفات مخفی ہیں، ان سے آگاہی ہو جائے۔ شاہین کی تشبیہ، اقبال کے انسان کامل کے فقر کی جانب اشارہ ہے۔ اس فقر سے مراد ترک دنیا نہیں بلکہ وہ بے نیازی ہے جو دنیاوی جاہ و جلال اور دنیوی خوف سے بے نیاز ہو کر طلب اور جستجو کی منزلیں طے کرتی ہے اور جس کی آخری منزل تسخیر کائنات ہے۔ شاہین کی علامتی اہمیت کے متعلق خود اقبال لکھتے ہیں:

"شاہین کی تشبیہ محض شاعرانہ تشبیہ نہیں۔ اس جانور میں اسلامی فقر کیتمام خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ (۱) خوددار و غیرت مند ہے کہ اور کے ہاتھ کا مارا ہوا شکار نہیں کھاتا (۲) بے تعلق ہے کہ آشیانہ نہیں بناتا (۳) بلند پرواز ہے (۴) خلوت پسند ہے (5) تیز نگاہ ہے۔"(۵)

رہی بات تلاش رزق، جبلت اور زمین کی، تو اقبال شاہین کی علامت کی صورت میں مرد مومن کی بعض صفات واضح کرنا چاہتے ہیں۔ صرف کھانا پینا اور توانائی کا سرچشمہ تلاش کرنا ہی اقبال کے تصور شاہین کی بنیاد نہیں بلکہ اس تصور سے بعض روحانی خوبیاں اُجاگر کرنا مقصود ہے۔ روحانی خوبیوں کے ذکر سے جبلت اور زمین کی تذلیل ہوتی ہے، نہ ہی یہ گراوٹ اور گرفتاری کی علامت ہے۔ سلیم احمد کے اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے تحسین فراقی لکھتے ہیں:

"انھوں (اقبال) نے اپنے کلام میں زمین اور جبلت دونوں کو اپنے صحیح مقام پر رکھا ہے انہیں پوری زندگی پر محیط نہیں کر دیا۔۔۔ سلیم احمد نے "اقبال۔۔ایک شاعر" میں ایک جگہ لکھا ہے کہ میرے اور اقبال کے اسلام میں فرق ہے۔ کیوں کہ میں روائتی اسلام کا ماننے والا ہوں اور اقبال اس کے مخالف ہیں۔ یہ بات بھی جزوادرست ہے

اگر بقول سلیم احمد اقبال زمین اور جبلت کے مخالف ہیں تو یہ رویہ تو روائتیا سلام کے عین مطابق ہو گا اور اگر سلیم زمین اور جبلت کی اہمیت پر ضرورت سے زیادہ زور دیتے ہیں تو یہ رویہ تو روائتی نہ رہا بلکہ سراسر جدیدیت زدہ ہو گیا"(٦)

اقبال نے جیسا کہ اس بات کی وضاحت کر دی ہے کہ ان کہ ہاں شاہین کی علامت خودداری اور غیرت مندی کی ہے۔ البتہ اقبال جو یہ کہتے ہیں کہ شاہین آشیانہ نہیں بناتا اور بے تعلق ہے تو یہ ایک ایسی علامت ہے جس کا تعلق خاص امت محمدیؐ سے ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ مغرب کی روش کے بر خلاف اسلام وطن کی بجائے مذہب کو اتحاد ملت کا وسیلہ اور ذریعہ قرار دیتا ہے۔ بلند پروازی فقر کے لئے لازمی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب آدمی دُنیا سے ان معنوں میں بے تعلق ہو جائے گا کہ اسے دنیا کا خوف رہے گا اور نہ دنیاوی لذتوں کی ہوس تو اس کی اخلاقی اقدار بلند ہو جائیں گی۔ خلوت پسندی سے مراد دنیا سے بے نیاز ہو کر غور و فکر کرنا ہے کیونکہ تدبر و تفکر خلوت کے بغیر ممکن نہیں۔ رہی بات تیز نگاہی کی تو یہ بصیرت کی علامت ہے۔ امت محمدیؐ کے افراد بھی اپنی بصیرت کی بنا پر اپنے کارناموں کے اثرات مستقبل میں مشاہدہ کرتے ہیں۔ اس ساری بحث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اقبال نے شاہیں کی علامت کی صورت میں بعض روحانی صفات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اقبال انسان کو مادی دنیا سے نکال کر اعلیٰ تر روحانی زندگی کی طرف لے جانا چاہتے ہیں جب کہ سلیم احمد اسے دوبارہ اسی مادی دُنیا میں دھکیلنا چاہتے ہیں۔

سلیم احمد کی یہ بات بھی غور طلب ہے کہ اقبال زمین سے نفرت کرتے ہیں۔ اقبالدر حقیقت نہ صرف زمین پر تلاش معاش کے صحیح اصول بتاتے ہیں بلکہ جنت ارضی کی ایسی تشکیل چاہتے ہیں جہاں سب انسانوں کی ضرورتیں پوری ہوں۔

مصنف کا مزید یہ کہنا کہ اقبال قوم پرستی کے مخالف ہیں، اس لئے زمین سے وابستگی کے تصور کو تسلیم نہیں کرتے کچھ درست معلوم نہیں ہوتا کیونکہ جب اقبال مغرب کے تصور وطنیت کو مسترد کرتے ہیں تو ان کے حب وطن کے جذبے میں کمی آتی ہے نہ اپنی قوم اور زمین سے ان کا سلسلہ ٹوٹتا ہے۔ رہی بات یہ کہ اقبال قوم پرستی کے خلاف ہیں تو یہ بھی سراسر قیاس آرائی ہے۔ حقیقت میں اقبال مغربی تصور قومیت سے بدظناور اسلامی تصور قومیت کے مبلغ تھے۔ اس بات کا اقبال نے اعتراف کیا ہے کہ ان کے نزدیک قوم سے مراد

ملت اور مسلمان قوم سے مراد ملت اسلامیہ ہے۔ اقبال قومیت کے اس تصور کے مخالف ہیں جس کی بنیاد رنگ و نسل، زبان یا وطن پر ہے۔ یہ حد بندیاں اقبال کو اس لئے ناپسند ہیں کہ یہ ایک وسیع انسانی برادری کے تصور کے خلاف ہیں، اسی لئے وہ مغرب کے وطنیت کے نظریے کے مخالفہیں اور اسے اقوام و ملل کے حق میں سم قاتل خیال کرتے ہیں تاہم وطنیت کا یہ مفہوم کہ ہندی، عراقی، خراسانی، افغانی، المانوی، فرانسوی، روسی، مصری وغیرہ ہونے کے اعتبار سے ہر فرد کو اپنے وطن ولادت سے تعلق اور نسبت ہے۔ اس لئے اسے اپنے وطن کی خاطر کسی بھی طرح کی قربانی سے دریغ نہیں کرنا چاہیئے۔

اقبال کے ہاں اس طرح کا کوئی تضاد نہیں۔ اقبال کی وطن سے محبت کا یہ سلسلہ ان کی وطن سے متعلق تخلیق ہونے والی نظموں میں بھی جھلکتا ہے۔ وہ قوم پرستی کے مخالف نہیں بلکہ انھوں نے جداگانہ مسلمان قومیت کا تصور پیش کیا ہے۔ اقبال نے جہاں ہندوستانی قومیت پرستی کی مخالفت کی ہے، وہاں وہ مسلم قومیت کے علم بردار بھی ہیں۔ یہ بات باعث حیرت ہے کہجو شخصیت قومیت کے جدید ترین تصورات کی روشنی میں ہندوستان کے مسلمانوں کو ہندوستان اور قومیتوں سے الگ قوم قرار دیتی ہو اور قوموں کے حقِ خود اختیاری کے اصول پر ہندی مسلمانوں کے لیے ایک الگ قطعہ زمین کے حصول کی جدوجہد کی نظریہ ساز بھی ہے۔ وہ قومیت کی مخالف کیسے ہو سکتی ہے۔

یہ بھی محض قیاس آرائی ہے کہ اقبال کی نظر میں قوم اور ملت کا فرق واضح نہیں تھا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو پھر اقبال وطنیت اور ملت کے تصورات کو دو الگ خانوں میں تقسیم نہ کر سکتے انہوں نے بڑی وضاحت کے ساتھ ان تصورات کی وضاحت کی ہے۔ رہا فاضل مصنف کا یہ اعتراض کہ اقبال کا شاہین رزق کے لئے زمیں پر نہیں اترتا تو اس حوالے سے انیس ناگی لکھتے ہیں:

"میں اس مضحکہ خیز استدلال کے لئے اقبال کے تصور شاہین کی وضاحت نہیں کروں گا کہ وہ سپر ایغو ہے یا کوئی اور قوت بلکہ یہ کہنے پر اکتفا کروں گا، مجھے شاہین کی خوراک اور اس کے مینو سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔"(۷)

"اقبال---ایک شاعر "فاضل مصنف کی ان کتابوں میں سے ایک ہے جو انھوں نے بہت کم عرصے میں لکھی بقول سلیم احمد یہ کتاب صرف سولہ دن میں لکھی گئی اور کتاب لکھتے وقت فاضل مصنف کے پاس سوائے حافظے کے اور کچھ نہ تھا۔ اس سے اس کتاب کے تحقیقی معیار کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔

دیباچے میں سلیم احمد نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ وہ اقبال کے کلام کا مطالعہ ان کی شخصیت کے حوالے سے کریں گے اور حتی الوسع ان کے نظریات کی تشریح سے پرہیز کریں گے کیونکہ یہ کام بڑی وضاحت سے پہلے ہی کیا جا چکا ہے مگر کیا یہ ممکن ہے کہ ان کی جذباتی واردات کو ان کے نظریات سے منقطع کیا جا سکے؟اقبال کی جذباتی واردات اُن کی نظریاتی وضاحتیں ہیں۔ نفسیاتی تنقید کو بروئے کار لانے کے لئے شاعر کی نجی زندگی اور شعری شخصیت کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات کی ضرورت ہوتی ہے محض اشاروں کنائیوں سے بات آگے نہیں بڑھتی۔

سلیم احمد نے چند نفسیاتی اصطلاحوں (تلافی، ذات، شخصیت) اور بعض درسی فلسفیانہ تشریحوں کو مد نظر رکھتے ہوئے، اقبال کی شخصیت کو ان کے کلام سے بر آمد کرنے کی بجائے دو تین مفروضوں پر اکتفا کیا ہے۔ سلیم احمد نے اقبال کی نئی تشریح کا دعویٰ کیا تھا لیکن ان کے مضامین کے پیش کردہ تجزیوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا طریق تنقید بھی پیش پا افتادہ ہے کیونکہ انہوں نے جو نتائج بر آمد کئے ہیں وہ کسی استدلال کے محتاج ہیں۔

اس کتاب میں سلیم احمد نے اقبال کے ان تمام تصورات اور منظومات کو نظر انداز کر دیا ہے جن کا تعلق سرمایہ، محنت اور زندگی کے جدلیاتی عمل سے ہے۔ کیا ان کا اقبال کی شخصیت سے کوئی تعلق نہیں؟ان مضامین میں استدلال کی کمی ہے۔ڈاکٹر سلیم اختر، سلیم احمد کا نفسیاتی مطالعہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اگرچہ پاکستان میں سیکولر کا لفظ کفر کے مترادف ہے مگر جہاں تک میں نے سلیم احمد کو پڑھا ہے مجھے تو (جماعت اسلامی سے وابستگی کے باوجود بھی) وہ سیکولر ذہن کا نقاد نظر آتا ہے ورنہ وہ "اقبال–ایک شاعر" نہ لکھ پاتا"(۸)

"سلیم احمد جب شاعر اقبال کا مطالعہ کرتا ہے تو وہ انسان بلکہ زیادہ بہتر تو یہکہ مرد اقبال کا مطالعہ بن جاتا ہے اور یوں وہ نفسیات کی قلم رو میں جا داخل ہوتا ہے اور یہ کام آسان نہیں"(۹)

حقیقت میں ڈاکٹر سلیم اختر بھی "اقبال کا نفسیاتی مطالعہ" (۱۰) کر چکے ہیں۔ "اقبال—ایک شاعر" کے بارے میں ان کی رائے ہے:

"اقبال–ایک شاعر"---اپنے طرز استدلال اور موضوعات کی تدبیر کاری کے لحاظ سے بے حد نزاعی کتاب ہے۔ ایسی کتاب جس کی آرا سے کلی اتفاق ممکن ہے"۔(۱۱)

"اقبال–ایک شاعر" کی اشاعت میں سلیم احمد نے اکثر و بیشتر معترضعین کے مدلل جوابات دیئے ہیں اس سے ان کے موضوع میں مزید وسعت اور گہرائی پیدا ہو گئی ہے۔ تاہم اختلاف کی گنجائش تو ہر جگہ موجود رہتی ہے جیسا کہ وہ خود لکھتے ہیں:

"اول تو میری کوئی کتاب ایسی نہیں ہوتی جس کے بارے میں یہ دعویٰ کر سکوں کہ اس میں مجھے جو کچھ کہنا تھا وہ سب کا سب کہہ دیا گیا ہے۔ "اقبال–ایک شاعر" میں بھی آپ کو جو نقائص نظر آئے ہوں گے وہ ان ہی اسباب سے پیدا ہوئے ہیں۔ بہر حال بے عیب تو صرف خدا کی ذات ہے اور کتاب اللہ کے سوا اور کسی کتاب کو حرف آخر کہا جا سکتا ہے"(۱۲)

اقبال کی شاعرانہ اہمیت پر اتنا زور دینے کے باوجود سلیم احمد اپنی کتاب میں شاعر اقبال کو اتنا پیش نہیں کر سکے جتنا کہ وہ مفکر اقبال کے تصورات کو سمجھنے اور سمجھانے میں الجھ کر رہ گئے۔ انھوں نے اردو شاعری کو چار اقسام میں تقسیم کر کے اقبال کو اردو شاعری کے چوکھٹے میں رکھنے کی کوشش ضرور کی ہے لیکن اس باب میں بھی انہوں نے اقبال کی شاعرانہ عظمت کی اس طرح وضاحت نہیں کی۔ ایک شاعر کی حیثیت سے اعلیٰ درجے کے نظم نگار ہی نہیں ایک بڑے غزل گو بھی تھے۔ وہ اردو ہی کے نہیں فارسی کے بھی شاعر تھے۔ سلیم احمد نے اقبال کی فارسی شاعری پر ایک لفظ بھی نہیں لکھا اور نہ ہی بحیثیت غزل گو مقام متعین کیا ہے۔

حوالہ جات

1. اقبال کا ایک شعری کردار: شاہین "مشمولہ اقبال ایک شاعر لاہور قوسین ص ۱۱۳
2. "اقبال ایک شاعر "ص ۱۱۶
3. "ایضاً "ص ۱۱۷
4. ایضاً، ص ۱۱۸
5. اقبال بنام ظفر احمد صدیقی "اقبالنامہ اول "مرتبہ شیخ عطاء اللہ، لاہور، تاجر کتب، ص ۲۰۴، ۲۰۵
6. تحسین فراقی "سلیم احمد کی تنقید نگاری"، مضمون مشمولہ روایت نمبر ۴، مرتبہ محمد سہیل عمر، لاہور، اردو بازار ص ۶۱۳
7. انیس ناگی تصورات، لاہور نصرت پریس ص ۱۲۲
8. سلیم اختر، ڈاکٹر، "سلیم احمد: شخص اور نقاد "مضمون مشمولہ روایت نمبر ۴، ص ۶۳۴، ۶۳۵
9. ایضاً، ص ۶۳۸
10. سلیم اختر، اقبال کا نفسیاتی مطالعہ، لاہور، مکتبہ عالیہ، ۱۹۷۷ء
11. "سلیم احمد: شخص اور نقاد "مضمون مشمولہ روایت نمبر 4، ص ۶۳۹
12. اقبال۔ ایک شاعر، ص ۱۱۹